

اور دل بھی ہمارا ساتھ چھوڑ کر اسی کا دوست بن گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اب اس پر کیا بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ دشمن سے دل کی دوستی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے جتنی آپس کیں، وہ کوئی اثر پیدا نہ کر سکیں اور جتنے نالے کھینچے، وہ مقصد پر نہ پہنچ سکے۔ اس شعر میں مرزا نے نہایت پر لطف طریق پر اپنے عشق کی کیفیت بیان کر دی۔ عشق کا مرکز دل ہوتا ہے۔ وہ محبوب کے ساتھ ہے۔ مرزا اپنے آپ کو ایک الگ شخص فرض کر کے آہ و فغاں کی بے اثری کا یہ سبب بتاتے ہیں کہ جب دل ہی ساتھ نہیں تو میرے رونے دھونے سے کیا حاصل ہو سکتا ہے

۴۔ لغات۔ پرکاری : ہوشیاری۔

بیخودی : اپنے آپ میں نہ رہنا، یعنی ہوش میں نہ رہنا۔ بے خبری۔
زیر نظر شعر میں اس سے مراد تجاہل یعنی جان بوجھ کر انجان بننا ہے۔
جرات آزما : حوصلے اور ہمت کا امتحان لینے والا۔

شرح : حین بظاہر بڑے سادہ اور بھولے بھالے نظر آتے ہیں، لیکن اصل میں بہت ہوشیار اور چالاک ہیں۔ وہ کبھی کبھی جان بوجھ کر انجان بن جاتے ہیں اور بے پروائی سی اختیار کر لیتے ہیں، مگر اس حالت میں بھی ہوشیاری اور خبرداری ترک نہیں کرتے۔ بھولے بن جانے سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دیکھیں، جو لوگ عشق کے مدعی ہیں، ان کے حوصلے اور ہمت کا کیا حال ہے۔ صبر و استقلال کی کیا کیفیت ہے۔ آیا وہ ہماری سادگی سے فائدہ اٹھا کر کسی گستاخی پر تو نہیں اتر آتے؟ گویا ان کی سادگی اور تجاہل سے مقصود عشاق کی آزمائش ہوتی ہے۔

۵۔ شرح۔ بہار آگئی اور کلیاں کھلنے لگیں۔ یہ کیفیت دیکھتے ہی ہمیں اپنا

دل یاد آگیا، جو اسی طرح خون ہوا تھا جس طرح کلی کھل کر سرخی کے باعث سرپا خون نظر آتی ہے۔ نیز ہم نے اپنا دل پالیا، جو کھو گیا تھا۔

۶۔ شرح : ہمیں دل کا حال کچھ معلوم نہیں، صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہم

اسے برابر ڈھونڈتے رہے اور کبھی نہ پایا۔ تم نے اے محبوب! ڈھونڈے بغیر